نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

دل میں ہو یاد تیری گوشہ تنہائی ہو
پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو
اس کی قسمت پہ فدا تخت شہی کی راحت
خاک طیبہ پہ جسے چین کی نیند آئی ہو
آج جو عیب کسی پر نہیں کھلنے دیتے
کب وہ چاہیں گے میری حشر میں رسوائی ہو

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب تحاریک استحقاق کا وقت شروع ہوتا ہے۔ میاں محمد اسلم اقبال صاحب کی تحریک استحقاق ہے انہوں نے کہہ دیا ہے کہ اس کو pending کر لیا جائے لہٰذا اس تحریک استحقاق کو pending کیا جاتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 275/14 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے۔ اس کا جواب آنا تھا۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

سیکنڈری بورڈ لاہور کا معیاری جعلی اسناد تیار کرنے کے بہانے چار لاکھ روپے کی بجائے چار کروڑ روپے خرچ کرنے کا انکشاف

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس کا جواب یہ ہے کہ security features کی حامل اسناد کی تیاری کی کل لاگت 3 کروڑ 9 لاکھ 15 ہزار 8 سو روپے بنتی ہے جس پر 17 فیصد جنرل سیلز ٹیکس کے علاوہ رائج الوقت انکم ٹیکس اور ماڈل کی تیاری کی رقم بھی شامل ہے۔ قبل ازیں بھی سیکنڈری بورڈ لاہور پاکستان سکیورٹی پرنٹنگ پریس سرٹیفکیٹ کا کاغذ خریدتا تھا۔ سرٹیفکیٹ چونکہ طالبعلم کے لئے عمر بھر کا اثاثہ ہوتا ہے لہٰذا سکیورٹی پرنٹنگ پریس کے معیاری کاغذ پر پرنٹنگ سے نہ صرف سرٹیفکیٹ کی عمر بڑھ جائے گی بلکہ ایک عام شخص بھی سند کے اصلی یا نقلی ہونے کی پہچان کر سکے گا۔ یہاں پر اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ لاہور بورڈ صرف اس صورت میں سند کی تصدیق کرتا ہے کہ جب کسی ادارہ یا فرد کی طرف سے ایسا کرنے کی درخواست کی جائے۔ جہاں تک خطیر رقم کے خرچ ہونے کا معاملہ ہے تو سیکنڈری بورڈ لاہور کی تمام آمدن اور اخراجات کی باقاعدہ حکومت پنجاب کی طرف سے متعین کردہ آڈٹ آفیسرز جانچ پڑتال کرتے ہیں۔ بعدازاں حکومت پنجاب کے خصوصی آڈیٹر دوبارہ اس کی جانچ پڑتال کرتے ہیں اور اگر کسی بھی قسم کی کوئی بے ضابطگی پائی جائے تو اس معاملہ کی جانچ پڑتال پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کرتی ہے۔ اس بارے میں حتمی فیصلہ انہی کا ہوتا ہے۔

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ مطالبات زر بابت سال 15-2014 پر بحث اور رائے شماری

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ میرے خیال میں اب ہم گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت سال 15-2014 کے مطالبات زر پر کارروائی دوبارہ شروع کرتے ہیں۔ مورخہ 20۔ جون 2014 کے اجلاس میں مطالبہ زر 21013 پر پیش کردہ کٹوتی کی تحریک پر ووٹنگ ہو چکی ہے۔ جیسا کہ اعلان کیا گیا تھا کہ cut motions کے ذریعے مطالبات زر پر کارروائی آج شام 6:00 بجے تک کریں گے۔ اس کے بعد باقی ماندہ مطالبات زر پر قاعدہ (4)144 کے تحت guillotine apply کریں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہوں گا کہ اسمبلی کے چاروں اطراف میں بیسیوں کنٹینرز کھڑے کئے گئے ہیں جن میں سے دو کنٹینرز گیس سلنڈروں سے بھرے ہوئے ہیں۔ خدانخواستہ کوپر روڈ والی طرف کوئی بھی حادثہ ہو سکتا ہے۔ آپ فوری طور پر سکیورٹی کے جو بھی ذمہ داران ہیں انہیں کہیں کہ گیس سلنڈروں والے کنٹینرز، کیونکہ دوسرے کنٹینرز کہیں اور لے جانا اگر ان کے بس میں نہیں ہے تو کم از کم ان دو کنٹینرز کو تو یہاں سے remove کروائیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ اسلام آباد اور راولپنڈی سے ہمارے پانچ ایم پی ایز جو اس اجلاس میں آج شرکت نہیں کر رہے کیونکہ پورا شہر ابھی تک seal ہے۔ میں آپ سے یہ کہوں گا کہ اگر ڈاکٹر طاہر القادری کی flight کو divert کر کے لاہور بھیجنا تھا تو لاکھوں لوگ جو راولپنڈی اور اسلام آباد کے باسی ہیں جن کا شاید اس تحریک یا استقبال سے کوئی تعلق بھی نہ تھا وہ کیوں خوار اور ذلیل ہو رہے ہیں؟ مجھے عارف عباسی صاحب کا تین بجے اور صدیق خان صاحب کا دو بجے فون آیا کہ باوجود کوشش کے ہم اپنے گھروں سے نکل نہیں پا رہے اور کنٹینرز کے ذریعے سے راستے بند ہیں۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ فوری طور پر راولپنڈی کی انتظامیہ سے کہیں کہ کم از کم راولپنڈی اور اسلام آباد

کے اندر اب اس طرح کا کوئی جلسہ جلوس نہیں ہو رہا وہ راستے کھولیں تاکہ ہمارے ایم پی ایز اجلاس میں شرکت کر سکیں۔

محترمہ زیب النساء اعوان: جناب سپیکر! راستے بند نہیں ہیں میں بھی راولپنڈی سے آئی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ ہم نے ان کی اور آپ کی بات بھی سن لی ہے۔ اس کا ابھی جواب لے لیتے ہیں۔ جی، سندھو صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! معزز قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید صاحب نے جو نکتہ بالخصوص راولپنڈی کے اپنے ایم پی ایز کے بارے میں اٹھایا ہے میرا خیال ہے کہ وہ اپنی کسی ذاتی مجبوری کی وجہ سے یہاں نہیں آئے کیونکہ ہمارے دو منسٹر صاحبان اور ہماری بہنیں راولپنڈی سے آئی ہیں۔ یہ بالکل غلط اور baseless بات ہے۔

جناب سپیکر: اگر ایسی کوئی شکایت ہے تو میرے خیال میں انہیں facilitate کریں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ان کے اپنے ممبر جناب آصف محمود صاحب یہاں پر موجود ہیں ان کا تعلق بھی راولپنڈی سے ہے اس لئے ان baseless باتوں میں نہیں پڑنا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ اس چیز کا notice لیں کہ اگر راستے میں کوئی رکاوٹ ہے تو اس کو دور کیا جائے اور ایم پی ایز صاحبان کو نہ روکا جائے۔ مہربانی۔ اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21016 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21016

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ :

"ایک رقم جو 55۔ارب 13 کروڑ 9 لاکھ 17 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 55-ارب 13 کروڑ 9 لاکھ 17 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر نمبر PC-21016 میں کٹوتی کی تحریک میں مندرجہ ذیل ممبران کی طرف سے ہے۔ میاں محمود الرشید اور ان کے تمام ساتھی جن کی تعداد 47 کے قریب ہے جنہوں نے اس پر اعتراض کیا ہے۔ میں میاں محمود الرشید صاحب سے کہوں گا کہ وہ جن کو nominate کرنا چاہتے ہیں، کر لیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

DR NAUSHEEN HAMID: Mr Speaker! I move:

"That the total of Rs.55,13,0917000/- on account of Demand No PC-21016 for Health Services be reduced to Re.1/-"

MINISTER FOR HUMAN RIGHTS AND MINORITIES AFFAIRS (Mr Khalil Tahir Sindhu): Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ! آپ اپنی بات کریں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں اپنی بات شروع کرنے سے پہلے وزیر موصوف سے درخواست کروں گی کہ میں اپنی تقریر کے دوران کچھ figures mention کروں گی وہ اس کو note down کریں اور اپنے جواب میں ان کو ضرور mention کریں کیونکہ ان کی اپنی دی ہوئی کتابوں میں کسی ایک مد کے جو اخراجات ہیں وہ ایک کتاب سے دوسری کتاب سے match نہیں کرتے۔ اس وقت ہماری ہیلتھ سروسز کی صورتحال یہ ہے کہ ہمارے پاس دنیا کا بہترین ہیلتھ ماڈل موجود ہونے کے باوجود ہم عوام کو relief دینے میں ناکام ہیں۔ ہمارے پاس primary, secondary and tertiary health care network موجود ہے جس کو اگر ہم effective طریقے سے utilize کریں تو ہم

غریب عوام کو صحت کی بہتر سہولیات میسر کر سکتے ہیں۔ آج پاکستان کے غریب عوام اس لئے نہیں مر رہے کہ ہمارے پاس بیماریوں کا علاج نہیں ہے بلکہ حکومت کی غلط ترجیحات policies and poor governance کی وجہ سے یہ علاج اور سہولیات عوام تک نہیں پہنچ رہیں۔ یوں لگتا ہے کہ غریب کی زندگی کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ کچھ health indicators ہیں جن پر میں روشنی ڈالنا چاہتی ہوں جس سے حکومت کی کارکردگی آپ کے سامنے آ جائے گی۔ میں یہ بھی clear کر دوں کہ یہ health indicators میں نے Punjab Health Department کی Punjab Health Profile سے لئے ہیں جو 19۔ جون 2014 کو update کی گئی تھیں۔ آج سے دو تین دن پہلے اس site کو update کیا گیا ہے اس لئے یہ latest health indicators ہیں۔ Maternal mortality rate یعنی ماؤں کی شرح اموات ہر ایک لاکھ life births پر تین سو ماؤں کی وفات ہو جاتی ہے اور زچگی کے دوران مرنے والی خواتین کی تعداد ترقی یافتہ ممالک کی نسبت 90 فیصد زیادہ ہے۔ آج پنجاب میں صرف 38.8 ماؤں کو trained skill birth attendants کی سہولت میسر ہے باقی خواتین دائیوں سے یا جس طریقے سے بھی وہ گھر میں manage کرتی ہیں جس کی وجہ سے شرح اموات اتنی زیادہ ہیں۔ اگر بچوں کی شرح اموات دیکھیں تو پہلے سال کے دوران ہر ایک ہزار بچے میں سے 77 بچے فوت ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جو child mortality rate under five years ہے ہر ایک ہزار بچوں میں سے 112 بچے موت کا شکار ہو جاتے ہیں جبکہ بنگلہ دیش جو ہم سے بہت چھوٹا اور کئی سال بعد معرض وجود میں آنے والا ملک ہے وہاں پر بھی یہ ratio ہم سے 1/3 ہے۔ اسی طرح بچوں کی ہماری آبادی میں سے 1/3 بچے malnourished ہیں اور ان کی growth extended ہے۔ ہیپاٹائٹس جو کہ ایک silent killer ہے اس وقت 10 فیصد آبادی ہیپاٹائٹس کا شکار ہے اور روز بروز یہ تعداد بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ حفاظتی اقدامات، بروقت تشخیص اور علاج سے اس مرض پر قابو پایا جا سکتا ہے مگر اس دفعہ ہیپاٹائٹس کے بجٹ میں واضح کمی کر دی گئی ہے۔ Prevent Health Care کے بجٹ میں واضح کمی کی گئی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کیا ہیپاٹائٹس کا مرض ختم ہو گیا ہے یا لوگوں کو اب ان دوائیوں کی ضرورت نہیں رہی؟ حال ہی میں حکومتی نااہلی کی وجہ سے ایک لاکھ روپے سستی ویکسین expire ہونے کی وجہ سے ضائع ہو گئی ہے جس میں ایک ویکسین کا ٹیکہ 70 روپے میں cost کر رہا تھا۔ کیا یہ صرف اس لئے ضائع ہونے دی گئی کہ مہنگے ٹیکوں کی sale پر یہ اثر انداز ہو گی؟ اس کے علاوہ ٹی بی کا مرض ہمارے ملک میں بہت عام ہے اور اس وقت دنیا کی بائیس most effected countries میں

پاکستان کا چھٹا نمبر ہے لیکن اس کی drug purchase کے لئے بھی بجٹ کم کر دیا گیا ہے۔ڈینگی پھر سے سر اٹھا رہا ہے، ہسپتالوں میں ان cases کی تعداد بڑھنے لگی ہے، measles کی وباء پھر سے شروع ہو رہی ہے اور ملیریا role back programme پر بھی بجٹ ختم کر دیا گیا ہے۔میں نے تھوڑے سے figures آپ کے سامنے رکھے ہیں جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ پنجاب میں ہیلتھ کی کیا صورتحال ہے؟ یہ بجٹ بھی الفاظ اور اعداد کا ایک خوبصورت گورکھ دھندہ ہے جس کے figures خود ہی controversial ہیں۔میں دو مثالیں پیش کروں گی اور وزیر موصوف سے درخواست کروں گی کہ ان کو note کریں۔انہوں نے جو 55۔ارب کی ڈیمانڈ پیش کی ہے اگر آپ white paper دیکھیں تو اس میں overall allocation health صرف 53۔ارب روپے مانگی گئی ہے تو یہ 2۔ارب روپے کا فرق کیوں ہے؟ یہ انہی کی دی ہوئی کتابوں میں موجود ہے جس کا جواب میں ضرور چاہوں گی۔اسی طرح Annual Development Programme کی رقم white paper میں 31۔ارب روپے لکھا گیا ہے۔7۔ارب روپے بہت بڑی figure ہے جس کا میں جواب چاہوں گی کہ یہ difference کیوں ہے؟ پچھلی دفعہ کی طرح اس مرتبہ بھی بہت بڑی بڑی باتوں اور سکیموں کا ذکر کیا گیا ہے۔اس کے برعکس اگر ہم زمینی حقائق دیکھیں تو ہیلتھ کے بجٹ 14-2013 کا ایک بڑا حصہ utilize ہی نہیں کیا گیا۔اصل اہمیت تو اس بجٹ کی ہوتی ہے جو عوام پر خرچ ہو جائے اور عوام پر ہی utilize ہو جائے۔ان کی اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ ہیلتھ سکیموں میں صرف 57 فیصد سکیمیں complete ہوئی تھیں اور باقی سکیموں پر کوئی کام نہیں ہوا تھا۔تمام تر توجہ بڑے شہروں پر مرکوز ہے اور دیہی علاقے suffer کر رہے ہیں۔BHUs میں ڈاکٹرز اور دوائیاں موجود نہیں ہیں۔ایک recent survey کے مطابق جو غریب ترین طبقہ ہے اس میں سے صرف 10 فیصد کی رسائی صحت کی سہولیات تک ہے۔حکومت کی priorities میں ہیلتھ کہاں آتی ہے؟ اگر ہم ان کے ADP کے main objectives دیکھیں جو صفحہ نمبر 41 پر ہے اور میری سب سے درخواست ہے کہ آپ سب دیکھیں۔اس میں شروع سے لے کر آخر تک ہیلتھ کا کہیں ذکر ہی نہیں ہے جبکہ میں سمجھتی ہوں کہ ہیلتھ کو اس ایجنڈے میں نمبر ون پر ہونا چاہئے تھا۔Government Sector Hospital کا اگر ہم حال دیکھیں تو وہاں سہولیات کا فائدہ صرف وہی لوگ اٹھا سکتے ہیں جن کی سفارش ہوتی ہے۔پچھلے ایک سال سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ health personnel سڑکوں پر ہیں۔کبھی ڈاکٹرز، نرسز اور کبھی پیرامیڈیکل سٹاف سڑکوں پر ہیں۔حکومت کی غیر مؤثر پالیسیوں کی وجہ سے ان میں بے اطمینانی اور بے چینی پائی

جاتی ہے۔ آج بھی ڈاکٹرز کی ہڑتال کا ساتواں دن ہے۔ سعودی عرب سے بہت سارے انڈین ڈاکٹرز واپس اپنے ملک جا رہے ہیں کیونکہ ان کی حکومت نے ان کو ایک incentive دیا ہے۔ براہ مہربانی ایوان کو in order کرائیں۔

MR SPEAKER: Order please, Order in the House.

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! ہمارے ملک کے ڈاکٹرز روزانہ ملک چھوڑ کر جا رہے ہیں اور بہت تیزی سے brain drain ہو رہا ہے۔ سروس سٹرکچر نہ ہونے کی وجہ سے qualified and specialist doctors اپنا مستقبل مخدوش سمجھتے ہیں۔ یہ ڈاکٹرز یا تو پرائیویٹ سیکٹر میں چلے جاتے ہیں یا پھر وہ باہر کے ممالک میں جاتے ہیں جہاں ان کو ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا ہے اور غریب مریض پھر نئے inexperience doctors کے رحم و کرم پر رہ جاتے ہیں۔ ادویات کی purchase کے لئے اس بجٹ میں 8۔ارب روپے سے زیادہ رکھے گئے ہیں جبکہ ہسپتال میں جو ادویات موجود ہوتی ہیں وہ انتہائی ناقص اور غیر معیاری ہیں جن سے مریضوں کو فائدے سے زیادہ نقصان ہوتا ہے جو پیسے کا زیاں ہے۔ اس کے باوجود بھی ادویات کا فقدان ہر وقت رہتا ہے۔ لیبارٹریوں میں chemicals موجود نہیں ہیں جس کی وجہ سے ٹیسٹ نہیں ہوتے۔ ایم آر آئی مشین، سی ٹی سکین مشین، ایکسرے مشین، ventilators اور الٹرا ساؤنڈ مشینیں بڑی تعداد میں خراب ہیں جس کے لئے بجٹ میں ایک خطیر رقم رکھی گئی ہے مگر پچھلی مرتبہ کی طرح لگتا ہے کہ یہ بھی کرپشن مافیا اور کمیشن کی نذر ہو جائے گی۔ Sanitation and sterilization کا یہ حال ہے کہ جو مریض ہسپتال علاج کرانے جاتا ہے وہ گھر جاتے جاتے اپنے ساتھ کئی نئی infections لے جاتا ہے۔ ICU میں مریض موت اور زندگی کی جنگ لڑ رہا ہوتا ہے مگر وہاں پر بلیاں پھر رہی ہوتی ہیں، بجلی نہیں ہوتی، AC plants خراب ہیں اور آج کے سرکاری ہسپتال صرف مخیّر حضرات کی donations پر چل رہے ہیں۔ اس بجٹ میں preventive medical health care کے اوپر کوئی بھی focus نہیں کیا گیا کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ prevention is better than cure اڑھائی لاکھ بچہ ہر سال آلودہ پانی سے پیدا ہونے والی بیماریوں کے ہاتھوں جان کھو بیٹھتا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں ہیلتھ انشورنس کارڈ کا ذکر کرنا چاہوں گی کہ پچھلی دفعہ بھی اس کے لئے بجٹ رکھا گیا تھا لیکن implement نہیں ہوا تھا۔ اس دفعہ بھی اس کے لئے انہوں نے 4۔ارب روپے کی ایک خطیر رقم رکھی ہے۔ حکومت کا فرض ہوتا ہے اور میرے خیال میں ان کا target health for all ہونا چاہئے نہ کہ چند لوگوں کو ہیلتھ کارڈ دے کر facilitate کیا جائے اور باقی تمام غریبوں کو

disown کر دیں جبکہ غریب ترین شخص بھی indirect taxes کے ذریعے حکومت کو پیسا دیتا ہے پھر اس کا حق کیوں چھینا جاتا ہے؟ ہماری اکثریت غربت کی لائن سے نیچے ہے لہذا اگر یہی 4۔ ارب روپیہ جو ہمارے 280 دیہی مراکز صحت ہیں اُن کو upgrade کرنے میں لگا دیا جائے اور ان کو State of Art بنایا جائے تو پنجاب کے تمام اضلاع کو فائدہ ہوگا۔ اگر ان کو پرائمری ہیلتھ کیئر یہیں مل جائے گی اور صرف difficult and complicated cases آگے refer ہوں گے تو secondary and tertiary ہسپتالوں پر سے بہت سا بوجھ کم ہو جائے گا اور وہ بہتر کارکردگی دکھا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک دو immediate ضرورتیں ہیں جس پر گورنمنٹ نے focus نہیں کیا اُن کا ذکر کرتی ہوں کہ جس طرح آگ اور تیزاب سے جھلسنے جیسے واقعات میں بہت تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے حکومت کو burn units پر فوری توجہ دینے کی ضرورت تھی مگر ہمارے پاس اتنی بڑی آبادی رکھنے والے لاہور شہر میں میو ہسپتال میں صرف آٹھ بیڈ ہیں یکی گیٹ ہسپتال میں تین بیڈ ہیں۔ ان کی اپنی health site پر پنجاب ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے لکھا ہوا ہے جس پر میں اپنی بات ختم کروں گی کہ ہماری اتنی بڑی ہیلتھ سروس ہونے کے باوجود لوگوں کو ہم معیاری صحت provide نہیں کر پا رہے جس کی ایک reason انہوں نے خود لکھی ہے کہ low spending and expenditure on health even by Asian standards لہذا یہ خود مان رہے ہیں کہ ہم اپنے ہیلتھ بجٹ میں وہ amount نہیں دے رہے جو کہ ضرورت ہے۔ ترقی یافتہ قومیں صحت اور تعلیم سے آگے بڑھتی ہیں اس لئے ہماری درخواست یہ ہے کہ سڑکوں، میٹرو بسوں یا mono rails پر رقم خرچ کرنے سے پہلے عوام کو صحت دیں اُس کے بعد یہ ان پراجیکٹ کی طرف آئیں۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب کون بات کریں گے؟

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں بات کروں گی۔

جناب سپیکر: کیا اسی تحریک پر ہی بات کریں گی؟

محترمہ شنیلا رُوت: جی۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

محترمہ شنیلا رُوت: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ہیلتھ بجٹ پر بات کروں گی کہ اس بجٹ کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے کیونکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ مختلف کتابوں میں ہیلتھ کا جو بجٹ بتایا گیا ہے وہ ہر کتاب میں فرق ہے۔ کہیں پر 55 فیصد آ رہا ہے، کہیں پر 53 فیصد آ رہا ہے اور ڈویلپمنٹ میں 31 فیصد ایک جگہ آ رہا ہے تو دوسری طرف 24 فیصد آ رہی ہے۔ مجھے تو یہاں پر confusion نظر آ رہی ہے اور سمجھ نہیں آتی کہ ہمارے وزیر خزانہ نے اس کو کس طرح سے پیش کیا ہے؟ میری بہن نے کافی explain کیا ہے لہذا میں اس کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتی۔ ہیلتھ کا GDP 2.6 percent ہونا چاہئے جو کہ نہیں ہے۔ اگر آپ پنجاب کے ہسپتالوں کی حالت دیکھیں تو انہوں نے اپنی کتاب میں جو vision statement دی ہے وہ اس کے بالکل مترادف ہے اور وہ اُن conditions کو بالکل defy کرتی ہے کیونکہ ہسپتالوں میں کچھ بھی موجود نہیں ہے۔ وہاں پر basic needs نہیں ہیں بلکہ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ان ہسپتالوں میں لوڈشیڈنگ بہت ہے اور پانی وافر مقدار میں نہیں ہے جس کی وجہ سے بہت سے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ میں لیڈی ایچی سن اور لیڈی ولنگڈن ہسپتالوں کی مثال دینا چاہتی ہوں جو لاہور کے بڑے maternity hospitals ہیں۔ یہاں پر کوئی بھی waste disposal management نہیں ہے جس کی وجہ سے ڈھیروں گندگی اور waste material پڑا رہتا ہے جس سے بہت سی بیماریاں جنم لے رہی ہیں۔ اس کے علاوہ انہی ہسپتالوں میں بجلی گھنٹوں نہیں آتی جس کی وجہ سے مریض پریشان ہیں اور پیرامیڈیکل سٹاف سمیت ڈاکٹرز بھی بہت پریشان ہیں۔ میں sterilization kits کی بات کرنا چاہوں گی جو ہسپتالوں میں بہت اہم چیز ہیں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ معزز ممبران! اگر گپ شپ لگانی ہے تو لابی آپ کے لئے حاضر ہے۔ مہربانی کر کے ان کی بات سنیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! Sterilization kits موجود ہی نہیں ہیں so much so کہ it is imposing a great serious threat to the lives of both mother and child آپ جب پاکستان کے statistics کو دیکھیں تو neonatal deaths آٹھویں نمبر پر آتی ہے، under five years دنیا میں تیسرے نمبر پر ہے اور infant mortality rate پہلے نمبر پر ہے لہذا ہمیں ان چیزوں کا خیال رکھنے کی ضرورت ہے جس کی طرف ہم بالکل دھیان نہیں دیتے۔ ایک Save the Children Report ہے---

MR SPEAKER: Order please. Order in the House.

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! ایک Save the Children Report ہے جس کا آرٹیکل Ending New born Deaths in Pakistan ہے۔

Pakistan has highest rates of first day death and still births.

سال 2012 میں ایک ہزار بچوں میں سے اکتالیس بچے وفات پا گئے۔

Unfortunately this number has sadly increased to sixty deaths per thousand in 2013-14.

میں Waste Disposal System کی بات کروں گی کہ کوئی ایسی strategy نہیں بنائی جا رہی کہ ہسپتالوں سے waste disposal کو کس طریقے سے ہٹایا جائے جس کی وجہ سے نشئی وہاں سے سرنجیں اٹھا کر لے جاتے ہیں جس سے ہیپاٹائٹس اور HIV & AIDS پھیل رہا ہے اور اس طرح کی کئی بیماریاں جنم لے رہی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ چونکہ ہمارے پاس sterilization kits نہیں ہیں تو جو Curing Institutes ہیں جیسے کہ:

Doctors and Paramedics have become the vectors of diseases such as Hepatitis C.

ڈاکٹرز اور پیرامیڈیکل سٹاف کے پاس proper kits نہ ہونے کی وجہ سے carriers to masses لوگوں کو بیماریاں منتقل ہو رہی ہیں۔

Again I would like to stress that according to Save the Children report less than half of Pakistani women have skilled birth attendants at the time of birth.

ایسی عورتوں کے پاس skilled birth attendants ہی نہیں ہوتیں جس کی وجہ سے باقی عورتیں دائیوں اور ایسی traditional birth attendants کے پاس چلی جاتی ہیں جن کے ساتھ بہت سی complications ہو رہی ہیں مگر حکومت اس کی طرف کوئی دھیان نہیں دے رہی۔ This is leading to Tetanus sepsis اس کی وجہ یہ ہے جیسے آپ نے دیکھا کہ پچھلے سال بہت سا سٹاف جس میں نرسیں، مڈوائف اور ڈاکٹرز بھی تھے وہ سڑکوں پر تھے جبکہ آج بھی ڈاکٹر سڑکوں پر ہڑتال کر رہے ہیں کیونکہ وہ مطمئن نہیں ہیں۔ اُن کو ٹائم پر تنخواہیں disburse نہیں کی جاتیں یا دی ہی نہیں جاتیں یا اُن کو صحیح معاوضہ نہیں دیا جاتا۔ ادویات out of stock ہوتی ہیں، جعلی ادویات دکانوں پر ہوتی ہیں اور خاص طور جہاں ہمارے سرکاری ہسپتال ہیں اُن کے باہر موجود maximum

سب دکانوں والے fake medicines بیچ رہے ہوتے ہیں۔ ہسپتالوں میں سازوسامان available نہیں ہے، ineffective referral systems ہیں اور صاف پانی نہیں ہے جس سے بہت سارے بچوں کی ڈائریا کی وجہ سے death ہو جاتی ہے یا پھر اُن کو پولیو ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر میں ایک Heart Saver Programme کا ذکر کرنا چاہوں گی جو PIC کا ایک بہت ہی اچھا اور effective پروگرام ہے which is not available for minorities. نان مسلم شہری جو اس ملک میں رہتے ہیں اُن کو بھی اس پروگرام سے استفادہ ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! غور سے سنیں جو محترمہ فرما رہی ہیں پھر آپ نے اس کا جواب بھی دینا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! اس پروگرام کا استفادہ minorities کو بھی ہونا چاہیے۔ اگر یہ زکوٰۃ کے پیسے سے چل رہا ہے تو بیت المال، tax money یا کسی اور مد میں سے اس کے لئے مختص کرنا چاہیے۔ میں ایک بہت اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ ہمارے پنجاب کی جن نرسوں کو کنٹریکٹ پر رکھا گیا تھا مگر جب وہ confirm ہو جاتی ہیں تو ان کی تنخواہ میں سے چھ یا سات ہزار روپے ہر مہینے کٹوتی کر لی جاتی ہے اور اُن کو یہ نہیں پتا ہوتا کہ یہ پیسے کیوں کاٹے جاتے ہیں اور یہ بہت بڑا مسئلہ ہے جس کی وجہ سے نرسوں میں بڑی بے چینی اور افراتفری پائی جاتی ہے لہذا اس چیز کو بھی دیکھنے کی ضرورت ہے کہ وہ پیسے اس مد میں کیوں کاٹے جاتے ہیں؟

جناب سپیکر! ینگ ڈاکٹرز آج بھی ہڑتال پر ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ان کے اوپر سیاسی پریشر بہت زیادہ ہے کیونکہ وہاں پر ہمارے ایم این ایز اور ایم پی ایز جاتے ہیں اور انہیں کہتے ہیں کہ ہمارے مریض داخل کرو، ہمیں ادویات دو، غریب مریضوں کو وہاں سے ہٹا دیا جاتا ہے اور انہیں اٹھا دیا جاتا ہے اور اپنے مریضوں کو وہاں پر داخل کروایا جاتا ہے، ان سے زبردستی کمرے لئے جاتے ہیں، انہیں تنخواہیں نہیں مل رہیں جس کی وجہ سے ڈاکٹرز بہت پریشان ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اسے بھی address کرنے کی ضرورت ہے اور یہ چیزیں ختم ہونی چاہئیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت اہم باتیں ہیں جن کا میں نے ذکر کیا ہے اور اسی وجہ سے میں سمجھتی ہوں کہ اتنا بڑا بجٹ آپ نے صحت کے حوالے سے دیا ہے جو کہ صحت کے حوالے سے ناکافی بجٹ ہے۔ اگر آپ اپنے صوبے کی آبادی کو دیکھیں تو یہ بہت کم بجٹ ہے جو کہ

less than 2 percent بنتا ہے۔ ہم نے دیکھا کہ پچھلے سال آپ نے کہا کہ 57 فیصد صحت کے لئے بجٹ استعمال ہوا ہے لیکن عالمی رپورٹ کے مطابق 37 فیصد بجٹ استعمال ہوا ہے۔ ہماری[***] کہ جو تھوڑا سا بجٹ آپ کو ملا وہ بھی آپ استعمال نہیں کر سکے اس لئے میں اس میں کٹوتی کی تحریک پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں کیونکہ ایسے الفاظ اچھے نہیں لگتے ان کی زبان سے۔ جی، محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ آج ایوان کے ماحول سے مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ کوئی بات سننے کو تیار نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کیوں نہیں سننے کو کوئی تیار، میں سن رہا ہوں آپ کی بات اور آپ بات کریں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ آپ ایوان کو in order کریں اور منسٹر صاحب سے بھی کہیں کہ وہ میری بات کا نوٹس لیں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، منسٹر صاحب! نوٹ کریں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! مطالبہ زر نمبر PC-21016 کی کٹوتی پر آج ہم بات کرنے جا رہے ہیں۔ ہم یہ بات کرنے پر کیوں مجبور ہو جاتے ہیں اور اس کے پیچھے کیا ایسی وجہ ہے؟ میں سمجھتی ہوں کہ ہم کسی ادارے کے لئے وہ مقاصد حاصل کرنے کے لئے بجٹ رکھتے ہیں جن کی وجہ سے ہم آئے دن مختلف بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ ہمارے ملک کی بدقسمتی ہے کہ ہمارے ہاں صحت کا فقدان رہا اور ہم یہ عرصہ دراز سے دیکھ رہے ہیں کہ ہر سال بجٹ پیش ہوتا ہے اور اس کے لئے ہر سال ایک اچھی رقم رکھی جاتی ہے لیکن اس کے باوجود وہ کون سی وجہ ہے کہ ہم وہ مقاصد حاصل کرنے میں ناکام رہے؟

(اذانِ عصر)

جناب سپیکر! اگر ہم اپنے ملک کی ماؤں کی بات کریں تو یہاں پر دورانِ زچگی اموات ہوتی ہیں اور شرح اموات بہت زیادہ بڑھ چکی ہے لیکن اس کے باوجود ہمارے پاس وہ awareness system یا وہ policies نہیں ہیں کہ ہم کس طرح انہیں aware کریں اور کس طرح سے ان کی جانوں کا تحفظ کر سکیں۔ ہم نے بہت دفعہ دیکھا کہ پولیو کے لئے مہم شروع ہوتی ہے اور کبھی ڈینگی کے خلاف مہم شروع

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ہوتی ہے تو کیا یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم اس کی precautions پہلے سے کریں، اس کے خلاف لائحہ عمل پہلے سے تیار کریں اور ایسے پروگرام پہلے سے مرتب کریں۔ جب ہمارے اوپر عین وقت پڑتا ہے اور جب بیماری حملہ آور ہوتی ہے تو ہمیں احساس ہوتا ہے کہ ہمیں یہ بھی پہلے کر لینا چاہئے تھا اور یہ بھی سوچ لینا چاہئے تھا۔ اسی طرح میں ایک اور issue میرا خیال ہے کہ جتنے اس ایوان میں معزز ممبران بیٹھے ہیں، ان سب کو اس سے واسطہ پڑتا ہے، میں BHUs کی بات کروں گی کہ ہمارے پنجاب میں کوئی ضلع ایسا نہیں جہاں پر BHUs کی حالت دیکھ کر رونا نہ آتا ہو، وہاں چلے جائیں تو آپ کو وقت پر ڈاکٹر ملتا ہے، ادویات ملتی ہیں اور نہ ہی دیگر سہولیات ہیں جبکہ RHCs کا بھی یہی حال ہے۔ ہمیں وہاں پر ایمبولینسز کی ضرورت ہے تو کیا ہم نے اپنے BHUs اور RHCs میں ایمبولینسز کے لئے کوئی انتظام کیا، نہیں کیا۔ ہم صحت کی بات کرتے ہیں اور اس کے لئے بجٹ رکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود ضروری چیزوں کو ہم ignore کر دیتے ہیں۔ آج ہمارے سامنے وہ تمام مسائل اس طرح کھڑے ہیں کہ ہم بات کرنے پر مجبور ہیں۔

جناب سپیکر! ایک اور بہت ہی اہم issue اخبارات اور میڈیا پر آ چکا ہے جس پر بات کروں گی کہ کہیں تو ہمارے پاس ادویات کی کمی ہے، کہیں ہمارے غریب عوام در در کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں اور انہیں مفت ادویات نہیں مل رہیں جبکہ ہمارے ایم پی ایز اپنے دوست احباب کے علاج کے لئے چالیس چالیس لاکھ روپے کے directive وزیر اعلیٰ سے جاری کروا رہے ہیں جو کہ ہمارے لئے بہت افسوسناک بات ہے۔ ہمارا ملک ایک غریب ملک ہے جہاں غریب کو بخار کی دوائی نہیں مل رہی وہاں ہم اپنے دوستوں کو نوازنے کے لئے بڑے بڑے directive جاری کرا رہے ہیں۔ یہ بات میڈیا پر بھی آ چکی ہے تو میری منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ اسے بھی note down کریں اور اس کا جواب بھی اس معزز ایوان میں آنا چاہئے کیونکہ یہ صحت سے متعلقہ ہے اس لئے میں نے اسے mention کیا ہے۔

جناب سپیکر! ہم بجٹ کی بات کرتے ہیں تو بجٹ پیش ہو گیا اور demands آ گئیں لیکن جب ہم demands کو دیکھتے ہیں تو وہاں پر 55۔ارب روپے figure لکھا جاتا ہے اور جب ہم white paper کو کھولتے ہیں تو وہاں پر 53۔ارب روپے لکھے جاتے ہیں۔ کیا یہ دھیان میں رکھنا ضروری نہیں ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم صرف خانہ پُری کرتے ہیں اور بہت show مارتے ہیں کہ ہم نے بہت بڑا بجٹ رکھا ہے جبکہ ہمیں پتا ہی نہیں ہے کہ ہم بجٹ میں کیا رقم رکھتے ہیں اور وائٹ پیپر میں کتنی رقم دیتے ہیں تو fact & figure میں یہ جو فرق ہے اسے بھی دیکھنا بہت ضروری ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ

جان ہے تو جہان ہے اور یہاں پر تو کوئی ایسی چیز نظر نہیں آ رہی۔ نیت ہوتی ہے تو اس کا پھل ملتا ہے۔ ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے اگر خود بجٹ بنایا ہو تو میرا خیال ہے کہ انہیں سمجھ بھی آتی تو یہ صورتحال وہی ہے کہ ہمیں تو کچھ پتا نہیں لیکن لوگوں کو بھی بانٹنے چلے ہیں۔

جناب سپیکر! میں گزارش کروں گی کہ اگر اس طرح کا بجٹ رکھا جاتا ہے تو ہمیں یہ بھی ضرور دیکھنا چاہئے کہ ہمارے ہر ضلع میں اس وقت ہسپتالوں کی حالت انتہائی بد سے بدتر ہوتی جا رہی ہے۔ کون سا ایسا بجٹ ہے جس سے ہم ان کی حالت سنواریں گے۔ جب ہم بجٹ دیکھتے ہیں تو کیا یہ ہمارا حق نہیں ہے کہ ہم اسے چیک بھی کریں اور یہ بھی دیکھیں کہ جو ادویات مستحقین کے لئے ہیں وہ کہاں جاتی ہیں اور ہمارے اپنے ہی لوگ جو حکومتوں میں بیٹھے ہوئے ہیں، وہ اپنے من پسند لوگوں کو نوازنے کے لئے ادویات کا غلط استعمال کر رہے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک ایسا بڑا factor ہے کہ اسے بھی highlight کیا جانا بہت ضروری تھا اور اس کا check and balance رکھنا بھی بہت ضروری ہے اس لئے کہ ہم اتنی بڑی رقم رکھتے ہیں تو ہمیں چاہئے کہ ہم ان تمام چیزوں کو بھی مدنظر رکھیں اور ہمارے جتنے بھی RHCs, BHUs اور ضلع میں ہمارے پاس جتنے اس وقت ہسپتال ہیں، نئے تو ہم نہیں بنا سکتے ہیں، ہم ان کی حالت کو سنوار لیں۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! وہ کہہ رہی ہیں کہ 2-ارب روپے کا فرق ہے اس کی وضاحت کریں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اپوزیشن نے جو بات کی ہے اس کا صحیح جواب دیں گے:

اکثر دھوکا دے جاندے نیں شکلوں ویکھے جاچے لوگ
سانوں آکے راہواں دسن اپنے گھروں گواچے لوگ
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے صوبائی سطح پر صحت کی سہولیات کی فراہمی مالی سال 15-2014 کے لئے جاری اخراجات جو current expenditures ہیں، کی مد میں 55-ارب 13 کروڑ 9 لاکھ 17 ہزار روپے مختص کئے ہیں جو کہ مالی سال 14-2013 کے ابتدائی تخمینہ جات 45-ارب 99 کروڑ 86 لاکھ 61 ہزار روپے کے مقابلے میں 9-ارب 13 کروڑ 22 لاکھ 56 ہزار روپے زیادہ ہیں۔ اس طرح موجودہ مالی سال 14-2013 کا نظر ثانی شدہ بجٹ 45-ارب 9 کروڑ 60 لاکھ 77 ہزار روپے سے 10-ارب 3 کروڑ 48 لاکھ 40 ہزار روپے زیادہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح مالی سال

2014-15 کا بجٹ پچھلے سال کے ابتدائی تخمینہ جات سے تقریباً 20 فیصد اور نظر ثانی شدہ بجٹ کے مطابق تقریباً 22 فیصد زیادہ ہے۔

جناب سپیکر! مجوزہ بجٹ میں اس بات کی پختہ دلیل ہے کہ مجوزہ حکومت صحت کے شعبہ میں جاری غریب پرور اقدامات کو بھرپور اہمیت دیتی ہے اس میں بہت سارے revolutionary steps ہیں لیکن میں خاص طور پر ایوان کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح ہم نے پولیو کی بات کی اور preventive measures کی بات کی پنجاب میں ہم نے ایک کروڑ 75 لاکھ بچوں کو پولیو ویکسینیشن دی اور right now اس وقت تک پنجاب میں کوئی ایک پولیو کیس بھی نہیں ہے۔ میں یہ نہیں کہنا چاہتا کہ کس صوبے میں کیا ہو رہا ہے وہاں پولیو ورکر کو مارا جا رہا ہے پولیو قطرے نہیں پلانے دیتے میں یہ کبھی نہیں کہوں گا۔

جناب سپیکر! جس طرح سے میں نے آپ کی خدمت میں گزارش کی ہے کہ پنجاب میں single case بھی نہیں ہے اور جو cases آئے بھی تھے اُن کی جب ساری medical history لی گئی تو معلوم ہوا کہ وہ پولیو cases travel کر کے کسی دوسری جگہ سے فاٹا سے پشاور سے آئے تھے ۔ جس طرح اور بہت سی چیزیں travel کر رہی ہیں اس طرح سے سارا لوڈ پنجاب پر ہے لیکن اس کے باوجود پنجاب بڑا بھائی ہونے کے ناتے ہم ہر چیز سے نبرد آزما ہو رہے ہیں اس کے علاوہ preventive measures کی بات کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! preventive measures میں Hepatitis دو چیزوں سے پھیلتا ہے اور اس میں ایک عنصر پانی ہے ہیپاٹائٹس D اور B پانی سے پھیلتا ہے۔ اُس حوالے سے بھی صاف پانی کا منصوبہ ، وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کا جو وژن ہے کہ ہر انسان کو وہ جہاں بھی ہے اسے صاف پانی ملے this is the preventive measure اس کے علاوہ ہیلتھ انشورنس سکیم کے بارے میں ہم نے meetings کی ہیں یہ ابتدائی طور پر چار اضلاع لیہ ، راجن پور ، چکوال اور حافظ آباد میں جہاں پر ہیلتھ انشورنس کارڈ سکیم شروع ہے جہاں کوئی بھی پرائیویٹ ہسپتال میں جانا چاہے اور جس مرضی ہسپتال میں جانا چاہے وہاں پر جا کر اپنا کارڈ دکھائے گا اور اپنا علاج کروا سکتا ہے۔ Federal Government نے اسی سکیم کی رقم 2 لاکھ 50 ہزار تک بڑھائی ہے۔ اس کے علاوہ ایک معزز ممبر نے بات کی کہ بہت سے ممبران دوائیاں اس طرح سے لیتے ہیں جو بات انہوں نے کی۔

جناب سپیکر! معزز ممبران اور ان کی فیملی کا استحقاق ہے لیکن اس کے باوجود یہاں پر بہت سارے ممبران ایسے ہیں اس میں کوئی show بازی کی بات نہیں۔ میں اپنی بات کرتا ہوں اور ایڈوائزر خواجہ سلمان رفیق صاحب کی بات کرتا ہوں جنہوں نے اس tenure میں نہ پچھلے tenure میں کبھی ایک Disprin بھی وہاں سے نہیں لی۔ پورے ایوان کو اس میں لپیٹ دینا بڑی غلط بات ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے تین ہزار نرسز کے لئے اسامیاں پیدا کی ہیں جبکہ Hepatitis کے پروگرام کے لئے بھی پیسے رکھے ہیں۔ ہمارا جو فنڈ بجٹ میں رکھا جاتا ہے ایک تو وہ دوسرا جو global fund آتا ہے جو internationally there are so many donor agencies which are giving funds جو ہمارے پارٹ ہیں اس میں جو Consortium گلوبل فنڈ آتا ہے وہ بھی تمام preventive measures کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔ علاوہ ازیں ہم نے جس طرح سے ہیلتھ انشورنس کی بات کی اس طرح دل کے مریضوں کے لئے اور ایمبولینس خریدنے کے لئے 36 کروڑ روپے رکھے ہیں اسی طرح Dialysis کے لئے 30 کروڑ سے بڑھا کر 60 کروڑ روپے کی رقم اس دفعہ مختص کی گئی ہے، ادویات کی مفت فراہمی کے لئے 8۔ارب 75 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں اور ٹیچنگ ہسپتالوں کے لئے 5۔ارب 18 کروڑ سے بڑھا کر 8۔ارب 15 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں تو ان حالات میں EPI programme جس میں Immunization ہے اور ہمارا یہ ہدف ہے کہ 80 فیصد تک اس کو پورا کیا جائے اور یہ بھی preventive measures ہیں there are two kinds ایک medication دی جاتی ہے اور دوسرا preventive measures اختیار کئے جاتے ہیں اور preventive measures اس لئے اختیار کئے جاتے ہیں تاکہ کسی طریقے سے بھی بیماری زیادہ نہ پھیل سکے جس طرح پولیو کی بیماری دوسری جگہوں سے آکر پنجاب میں پھیلی اس کے علاوہ حکومت پنجاب نے اسی سال Cancer Hospital Lahore, Mobile Health Units کا مزید اضلاع میں اجراء اور Kidney and Liver Institute Lahore, Medical College Bahawalnagar اور 500 بستر پر مشتمل ٹیچنگ ہسپتال مظفر گڑھ میں بن رہے ہیں۔ ان اقدامات کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صوبائی حکومت جہاں پر preventive health services کو بنیادی اہمیت دے رہی ہے وہاں پر علاج معالجہ کی سہولیات کو بھی بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کر رہی ہے۔ ان حالات میں میری یہ استدعا ہو گی کہ یہ ہماری اتنی خطیر رقم ہے مجھے تو ان کی سمجھ نہیں آ رہی کہ ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ اس جگہ پر رقم کم ہے اور دوسری جگہ پر خود کہتے ہیں کہ سارے بجٹ کا ایک روپیہ کر دیا جائے۔ یہ کیسا

مذاق ہے؟ میری ان تمام گزارشات کی روشنی میں عرض ہے کہ اپوزیشن کی جانب سے پیش کردہ کٹوتی کی تحریک کو مسترد کیا جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"55۔ارب 13کروڑ 9لاکھ 17ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ PC-21016 خدمات صحت سے کم کرکے ایک روپیہ کردیا جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 55۔ارب 13 کروڑ 9 لاکھ 17 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر

جناب سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21015 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 44۔ارب 34 کروڑ 84 لاکھ 69 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 44۔ارب 34 کروڑ 84 لاکھ 69 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے

والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات
کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔"
اس مطالبہ زر نمبر PC-21015 میں کٹوتی کی تحریک 47 معزز ممبران کی طرف سے ہے۔
جناب محمود الرشید صاحب! آپ اور آپ کے ساتھیوں کی طرف سے ہے اس پر جو بولنا چاہیں وہ بولیں۔

SARDAR SHAHABUDDIN KHAN: Thanks, Mr Speaker! I move:

> "That the total amount of Rs. 44,34,84,69000/- on account of demand No. PC-21015 for Education be reduced to Rs. 1"

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! I oppose.

جناب سپیکر: جی، opposed سردار شہاب الدین خان صاحب! اپنی بات شروع کریں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے تو میں گزارش کروں گا کہ ایجوکیشن پر 44۔ ارب اور something جو رقم بڑھائی گئی ہے یہ اچھی بات ہے کہ گورنمنٹ ایجوکیشن کے حوالے سے فنڈ دے رہی ہے۔ پڑھا لکھا پنجاب کہلانے والی حکومت پچھلے پانچ سال اور اس ایک سال میں بھی بجٹ میں رقوم تو بڑھا دیتی ہے لیکن ان کی proper utilization نہیں کرتی۔ یہ cut motions اپوزیشن کی ابدی اکثریت کے حوالے سے مسترد تو ہوں گی لیکن میں جناب کے توسط سے وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ kindly اپوزیشن ممبران کی تجاویز کو سن لیا کریں، لکھ لیا کریں اور اگر مناسب ہو تو ان کو بجٹ میں شامل بھی کر لیا کریں۔ میں ہمیشہ جنوبی پنجاب کی بات کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ سارے پنجاب کی بات کیوں نہیں کرتے؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں جنوبی پنجاب کی بات اس لئے کرتا ہوں کہ جنوبی پنجاب کے ساتھ استحصال ہو رہا ہے۔ بڑا بھائی ہونے کے ناتے، ابھی بھی بڑے بھائی کی بات کی ہے۔ پچھلے مالی سال میں south میں ایجوکیشن پر 2۔ ارب اور کچھ پیسا مختص کیا گیا اور utilization میں کتنا آیا؟ صرف تیس فیصد utilize ہوا اور باقی رقوم کو پھر تخت لاہور واپس لے آیا۔ میں جنوبی پنجاب کی بات کیوں نہ کروں؟ اس وقت بھی میں ضلع لیہ کے حوالے سے بات کروں، اپنے حلقہ کے حوالے سے بات کروں تو میرے حلقہ پی پی۔263 میں حکومت وقت جو پڑھا لکھا پنجاب کا نعرہ لگاتی ہے میں ان کے

گوش گزار کر دوں کہ میرا حلقہ 80 کلو میٹر لمبائی اور 30 کلو میٹر چوڑائی پر محیط ہے۔ اس حکومت کو پچھلے پانچ سالوں میں اور اس ایک سال میں وہاں پر ایجوکیشن میں کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ میں نے پچھلی بجٹ تقریر میں بھی کہا تھا کہ یہ پنجاب کی واحد constituency ہو گی جہاں ہائر کالج تو دور کی بات ہائر سیکنڈری سکول بھی نہ ہے۔ کیا یہ پڑھا لکھا پنجاب کہلوانے والی حکومت کو کچھ نظر نہیں آتا؟ میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ وزیر خزانہ صاحب میری بات تو سن لیں چاہے اسے بجٹ تجاویز میں شامل کریں یا نہ کریں۔ یہ constituency اس لئے ignore ہوتی رہی ہے کہ یہاں سے پاکستان پیپلز پارٹی ہمیشہ جیتتی رہی ہے۔ اب وہ دور نہیں رہا کہ جب آپ فنڈز کے حوالے سے کسی کو victimize کریں گے، اگر آپ نے پچھلے پانچ سالوں میں کچھ نہیں دیا تو اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے پاکستان پیپلز پارٹی دوبارہ یہ سیٹ لے کر آئی ہے۔ ان کو تو چاہئے کہ یہ جنوبی پنجاب کے post backward districts ضلع لیہ، مظفر گڑھ، راجن پور، ڈی جی خان، بھکر، میانوالی کی طرف توجہ دیں اور maximum بجٹ کی utilization کے لئے متعلقہ ڈی سی اوز کو یہ ہدایت جاری کریں کہ maximum funds کی utilization آنے والے مالی سال سے پہلے پہلے ہو جایا کرے۔ اسی طرح سے میں اس کو بڑھاتے ہوئے کہوں گا کہ یہ ESR پروگرام Education Sector Reforms جو 2002 سے شروع ہوا تھا اور یہ foreign aid تھی۔ جب یہ MOU sign ہوا تو اُس وقت یہ بڑے اچھے طریقے سے run ہوا لیکن جب 2008 کی گورنمنٹ آئی تو اس کو politicize کر دیا گیا اور اس کو ہمارے نمائندے معزز ایم این ایز، ایم پی ایز کی liking/disliking کی نذر کر دیا گیا۔

جناب سپیکر! میری حکومت کو یہ تجویز ہو گی کہ اس میں ایم این ایز اور ایم پی ایز کو بھی شامل کریں۔ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ خصوصاً ای ڈی او (ایجوکیشن)۔۔۔

(اس مرحلہ پر وزیر قانون رانا مشہود احمد خان ایوان میں تشریف لائے)

جناب سپیکر! ڈیسک بجے ہیں، میں بھی رانا مشہود خان صاحب کو مبارکباد پیش کروں گا کہ انہوں نے وزیر قانون کا چارج سنبھال لیا ہے۔ حکومت کو یہ ماننا پڑ گیا، own کرنا پڑ گیا کہ یہ negligence ہمارے وزیر قانون سے ہوئی جس کی وجہ سے ان سے استعفیٰ لینا پڑا۔ میں ایک بار پھر ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات کریں جو کر رہے ہیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں نے تو مبارکباد پیش کی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے cut motions پر بات کر لینے دیں تو بہتر ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! چلیں، میں cut motions کے بعد بات کر لوں گا۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! یہ ڈیسک بجے ہیں تو میں نے مبارکباد دے دی ہے۔ میں ESR کی بات کر رہا تھا تو اس میں ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو چاہئے کہ ای ڈی او (ایجوکیشن) ہو، ڈی اوز ہوں اور ڈپٹی ڈی اوز ہوں ان کو فیلڈ میں نکلنا چاہئے۔ انہیں proper طریقے سے جہاں missing facilities کی ضرورت ہے جیسے سکولوں میں boundary walls ہیں، additional class rooms ہیں، toilets ہیں اور electricity ہے ایسے علاقوں میں۔۔۔(شور و غل)

MR SPEAKER: Order please, order please. Order in the House.

سردار شہاب الدین خان: اس میں ایسے علاقوں کو مدنظر رکھیں جہاں missing facilities نہیں ہیں۔ آج بھی میں عرض کروں کہ میرے حلقہ پی پی-93 میں ایسے پرائمری سکول ہیں جو missing facilities کی پالیسی میں آتے ہیں لیکن عرصہ چھ سال سے ان کو اس پالیسی میں نہیں لایا گیا۔ اسی طرح 32 مڈل سکول ہیں وہاں پر بھی additional class rooms کی ضرورت ہے۔ اسی طرح میں عرض کروں کیونکہ وزیر قانون صاحب ماشاءاللہ وزیر تعلیم بھی ہیں تو میں نے پچھلے بجٹ میں بھی یہ کہا تھا کہ جب فنڈز کی proper utilization نہیں ہو گی، اب تحصیل لیہ میں ایک ہائر سیکنڈری سکول بدقسمتی سے میری constituency میں ہے اس کے لئے 90 لاکھ روپے رکھا گیا، 60 لاکھ روپیہ خرچ ہوا اور 30 لاکھ روپیہ عرصہ چار سال سے خرچ نہیں ہو رہا ہے۔ جو بلڈنگ 60 لاکھ روپے سے بن چکی ہے وہ ناکارہ ہو چکی ہے۔ میں جناب کے توسط سے گزارش کروں گا کہ منسٹر صاحب اس کو نوٹ فرما لیں کہ گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول 120-EDA تحصیل لیہ 30 لاکھ روپے کی لاگت سے وہ ہائی سے ہائر سیکنڈری بن جائے گا۔ یہ میں نے ایک مثال دی ہے کہ یہ فنڈز proper طریقے سے utilize نہیں ہوتے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں گزارش کروں گا کہ گورنمنٹ کی جو اچھی بات ہو اس کو ہمیں on the floor of the House کرنی بھی چاہئے۔ South میں جو بھی recruitments ہوئی ہیں وہ بالکل transparent اور شفاف طریقے سے ہوئی ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! وہاں اساتذہ کی چاہے وہ male side ہو یا female side ہو بہت کمی ہے لہذا مہربانی کر کے بہت جلد advertise کر کے ان کو پُر کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ مہربانی۔ جی، رانا صاحب!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں نے بات کرنی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں رانا صاحب کے بعد آپ کو بات کرنے کا موقع دیتا ہوں۔ جی، رانا صاحب! آپ بات کریں جو کرنی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا مشہود احمد خان): اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ میں سب سے پہلے یہ بات کرنا چاہوں گا کہ جو ذمہ داری میرے اوپر میری جماعت، میرے قائد میاں محمد شہباز شریف نے ڈالی ہے میں کوشش کروں گا کہ مجھ سے پہلے جو وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان تھے، میں ایوان کو یہ بتانا چاہوں گا کہ رانا ثناء اللہ خان کا جمہوریت کی مضبوطی اور اس کو پروان چڑھانے کے لئے ایک درخشاں کردار ہے اور آپ پچھلی اسمبلی میں بھی سپیکر تھے اور جس وقت وہ یہاں پر لاء منسٹر رہے اور اس سے پہلے جب وہ اپوزیشن میں رہے تو یقین کریں کہ ہم لوگوں نے ان سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ وہ اپنے اندر ایک ادارہ ہیں، اس طرح politician جو اقدار کی بات کرتے ہوں، جو جمہوری رویوں کی بات کرتے ہوں، جو جمہوریت کو مضبوط کرنے کی بات کرتے ہوں، میں سمجھتا ہوں کہ جہاں پر رانا ثناء اللہ خان کی اتنی قربانیاں ہیں آج انہوں نے پھر ایک مزید قربانی دی ہے اور قربانی اس بات کی ہے کہ میرے فاضل دوست نے یہاں پر بات کی کہ حکومت نے مان لیا، میں ریکارڈ کو درست کرنا چاہتا ہوں جب میں اس اسمبلی کے اندر پچھلے tenure میں ڈپٹی سپیکر تھا تب بھی اور اس سے پہلے جب میں اپوزیشن میں تھا تب بھی ہمیشہ کوشش کی ہے کہ اس ایوان کی اعلیٰ اور ارفع روایات کو برقرار رکھا جائے اور اسی مشن کو لے کر آگے چلنا ہے۔ رانا ثناء اللہ خان کے حوالے سے پریس میں جو کچھ آیا اور میں اس واقعہ کی proceeding بھی دیکھتا رہا ہوں۔ میرے ضمیر کے مطابق اس واقعے کے جو ذمہ داران ہیں ان میں رانا ثناء اللہ صاحب شامل نہیں ہیں اور اس پر Joint Investigation Team بنی ہے، اس پر جو مطالبہ کیا گیا تھا اس

کے مطابق ISI,MI اور IB ان تمام اداروں کو شامل کر کے Joint Investigation Team بنائی گئی ہے اور وہ جو تحقیق اور تفتیش کرے گی اس تفتیش کے نتیجے میں جو بھی ذمہ داران اور قصور وار ہوں گے حکومت پنجاب ان کو قرار واقعی سزا دے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جن لوگوں نے قانون کو ہاتھ میں لیا، جن لوگوں نے حکومت کو بدنام کرنے کی کوشش کی اور جن لوگوں نے حکومت کے notice میں لائے بغیر یہ کام کرنے کی کوشش کی تو ان کے خلاف کارروائی ہوگی لیکن میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ وہ خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب ہیں کہ جب ان کے داماد کا مسئلہ آیا تو انہوں نے انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے لئے اس کو ہتھکڑیاں لگوائیں اور انہوں نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کسی باپ پر ایسا وقت لے کر نہ آئے۔ یہ وہ خادم اعلیٰ پنجاب ہیں کہ جب ان کے قریبی عزیز کے پلازے کا مسئلہ آیا تو انہوں نے اس کو گرانے کا حکم دیا کیونکہ میرٹ اور transparency اس بات کا تقاضا کرتی تھی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ وہ خادم اعلیٰ پنجاب ہیں کہ جب کسی بے کس اور بے نوا کی آواز و پکار سنی تو طاقتور کا ہاتھ توڑنے کے لئے وہ میدان میں نکل پڑے جس کی وجہ سے اس بے کس کے اوپر ظلم ہوا تھا اور ساری عمر انصاف دلانے کے لئے بے کسوں اور بے نواؤں کے لئے لڑتے رہے اور آج انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے رانا ثناء اللہ خان نے اپنے عہدے سے استعفیٰ اس لئے دیا کہ وہ ایک عام آدمی کے طور پر جوڈیشل کمیشن میں جائیں اور ایک عام آدمی کے طور پر اپنا کیس plead کریں تاکہ کہیں سے یہ تاثر نہ آئے کہ وہ انصاف کے تقاضے پورے نہیں کر رہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی 68 سالہ تاریخ میں اس طرح کی مثال ملتی ہے اور نہ ہی اس طرح کا ایثار نظر آتا ہے۔ میں دل سے یہ بات کہتا ہوں کہ مجھ پر ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے اور مجھے ایک بہت بڑے political figure کی جگہ پر آکر اس ایوان کے اندر حکومت کو represent کرنے کی ذمہ داری ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے لئے یہ بات ایک چیلنج بھی ہے کہ میں اس معیار پر پہنچ سکوں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ یہ ایوان سب کا ایوان ہے، اس ایوان کو چلانے اور اس کی اعلیٰ اقدار کو برقرار رکھنے کے لئے چاہے اپوزیشن کے ممبران اور چاہے ٹریژری بنچوں کے ممبران ہوں ان سب کو ساتھ لے کر چلنا میری ذمہ داری ہے۔ میں حکومت کی طرف سے اس ذمہ داری کو انشاء اللہ تعالیٰ اپنی بہترین صلاحیتوں سے پورا کرنے کی کوشش کروں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آخر میں وہ اعتماد جو وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف اور قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے مجھ پر کیا ہے اس پر پورا اترنے کی کوشش کروں گا اور اپنی ٹیم اور اس ایوان کے معزز ممبران کے ساتھ مل کر اس ایوان کو انشاءاللہ تعالیٰ بہتر طریقے سے چلانے کی کوشش کروں گا۔ آپ سب کا بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا بھی شکریہ۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ بھی کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پندرہ منٹ کی تقریر نئے وزیر قانون نے فرمائی ہے اور ساتھ یہ کہا ہے کہ یہ جو واقعہ ہوا ہے اس کی مثال پنجاب کی تاریخ میں نہیں ملتی تو واقعی ہی مہذب دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ یہ جو کچھ ہوا ہے اس پر میرا یہ خیال ہے کہ وزیر قانون کے استعفیٰ پر یہ کہنا کہ ۔۔۔ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please order.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اس سارے واقعے کے اندر جو کچھ ہوا، میں نے اس دن ساڑھے گیارہ بجے یہاں آ کر point of order پر آپ کی توجہ مبذول کروائی۔ میں نے احتجاج کیا اور میں نے کہا کہ سینکڑوں لوگ وہاں پر پتھراؤ کر رہے ہیں اور سینکڑوں پولیس والے فائرنگ کر رہے ہیں اور اس وقت تک کوئی اموات نہیں ہوئی تھیں لیکن اس کے بعد دیکھتے ہی دیکھتے لاشیں گرنا شروع ہوئیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو یہاں پر اتنی لمبی چوڑی تعریف و توصیف کی گئی ہے اور ہر ممبر کر رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ concerned ہے۔ اصل جو واقعہ ہوا ہے اس واقعے جیسا واقعہ پاکستان کی تاریخ میں کبھی نہیں ہوا۔ یہ قابل شرم بات ہے کہ یہ واقعہ ہوا اور اسمبلی in session تھی اور وزیراعلیٰ پنجاب کا یہ کہنا کہ یہ میرے علم میں نہیں ہے، جب یہاں ایوان میں یہ بات ہو رہی ہے، جب میڈیا پر چودہ گھنٹے سے وہ فلم دکھائی جا رہی ہے اور ہر چینل دکھا رہا ہے تو پورا ملک کیا پوری دنیا کے اندر سارے لوگ دیکھ رہے ہیں، اگر وزیراعلیٰ پنجاب یا وزیر قانون اسی موقع پر intervene کرتے تو یہ واقعہ رونما نہ ہوتا جو چودہ جانیں گئی ہیں ان کے ضیاع سے بچا جا سکتا تھا جو 60 لوگوں کو direct گولیاں پڑیں۔ یہ بدترین بات ہے۔ پاکستان کی سیاسی تاریخ میں برقعہ پوش خواتین کو کبھی گولی نہیں لگی۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ تالیاں بجانے اور خوش ہونے کا موقع نہیں ہے۔ نئے وزیر قانون کو بھی پہلے سے زیادہ احساس

ذمہ داری دینا ہوگی اور جو یہ جمہوری قدروں کی بات کرتے ہیں انہیں جمہوری قدروں کی پاسداری کرنا ہوگی اور عملی طور پر ثابت کرنا ہوگا کہ اس ملک میں جمہوری حکومت ہے اور حق رائے دہی کو دبایا نہیں جا سکتا۔ اگر کسی کو جلسہ کرنے یا احتجاج کرنے پر گولیاں برسانا، یہ تو مارشل لاء کے دور میں بھی نہیں ہوا اور یہ اس دور میں ہوگیا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ حکمران کو اپنے قول اور فعل کے تضاد کو ختم کرنا ہوگا۔ اب وقت آگیا ہے کہ ہم زبانی باتیں کرنے کی بجائے spirit to جمہوری قدروں کی قدر کریں اور لوگوں کو آزادی دیں۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی، آپ کا بہت شکریہ۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: حضرت! آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ بات کر رہی ہیں اور ان کو cut motion پر بات کرنے دیں۔

مشیر برائے صحت (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: پیارے بھائی! آپ ذرا بیٹھ جائیں، جو انہوں نے کہہ دیا ہے، کوئی بات نہیں ہے۔ آپ سن لیں اور برداشت کی ہمت بھی رکھیں۔

مشیر برائے صحت (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! میں بتانا چاہتا تھا کہ 13 اموات نہیں ہوئی بلکہ 9 اموات ہوئی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جوڈیشل کمیشن قائم ہو چکا ہے اب اس پر comments کرنا مناسب نہیں ہے۔ جی، محترمہ! آپ بولیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آغاز ایک چھوٹے سے شعر سے کرنا چاہوں گی کہ:

اسے گماں ہے کہ اسے چاہا زمانے نے
عزیز سب کو تھا لیکن ضرورتوں کی طرح

جناب سپیکر! PC-21015 پر اس وقت ہم بات کر رہے ہیں، تعلیم کے لئے جتنا بجٹ رکھا گیا، ہم نے اپنی cut motion میں یہ کہا ہے کہ اسے ایک روپیہ کر دیا جائے، اس کی background کیا ہے؟ تعلیم کے فروغ کے لئے کیا صرف بجٹ مختص کرنا ہی کافی ہے، کیا صرف budget

allocate کر دینے سے شرح خواندگی بڑھ جائے گی؟ ہماری ذمہ داری یہاں پر ختم نہیں ہوتی ابھی پچھلے بجٹ اجلاس میں بھی ہم نے تعلیم کے لئے ایک اچھی خاصی رقم مختص کی تھی لیکن ہم نے اس سے کیا نتائج حاصل کئے؟ آپ کہہ رہے ہیں کہ missing facilities پوری کر دی گئی ہیں اور on the floor of the House اس کی بہت تعریفیں بھی کی گئیں، اچھی بات ہے تعریفیں کرنی چاہئیں لیکن اس وقت جب آپ کوئی اچھا کام کریں۔ ایک سال پہلے جب یہاں بجٹ پر تقریریں ہو رہی تھیں، میں نے اپنی پہلی بجٹ تقریر میں حمزہ شہباز شریف کے حلقہ این اے 119 کے ایک سکول کو mention کیا تھا کہ وہاں پر ایک ڈیڑھ مرلے کا پرائمری سکول ہے جہاں پر پینے کا پانی بھی نہیں ہے، ٹائلٹ نہیں ہے، ٹیچرز کے لئے بیٹھنے کی جگہ نہیں ہے اور وہاں پر اس وقت ڈیڑھ سو بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں لیکن افسوس کہ اس کی حالت آج بھی وہی ہے۔ یوحنا آباد میں گورنمنٹ کا ایک سکول ہے جہاں سے لوگ کھڑکیاں تک اتار کر لے گئے ہیں، وہاں پر مویشی بندھے ہوئے ہیں، سارا دن وہاں کتے پھرتے ہیں، نشئی پھرتے ہیں، وہاں پر تو مجھے کوئی تبدیلی نظر نہیں آئی۔ میں نے ذاتی طور پر وزیر اعلیٰ کے حلقے میں بھی ایسے سکول دیکھے ہیں بلکہ میں آپ کو اس حلقے کے بے شمار سکول بھی visit کروا سکتی ہوں جہاں پر نہ تو missing facilities دور ہو سکی ہیں، missing facilities تو کیا وہاں پر سٹوڈنٹس ہی نہیں ہوتے، وہاں پر یا تو نشئیوں نے قبضہ کیا ہوا ہے یا پھر وہاں پر لوگوں نے جانور باندھے ہوئے ہیں اور ہم لوگ یہاں پر دعویٰ کر رہے ہیں کہ ہم نے یہاں پر ساری missing facilities ختم کر دی ہیں۔ ہمارے صوبہ پنجاب کے 70 لاکھ بچے ابھی بھی سکولوں میں داخل نہیں ہوئے اور ہم کس بات کی یہاں پر تعریفیں وصول کر رہے ہیں؟ آپ تعریفیں کریں، ضرور کریں لیکن جب کوئی ایسا تعریفوں والا کام مکمل کر لیں اس وقت کریں۔ آپ نے دانش سکول بنایا ہے، اچھا سکول ہے، آپ تعلیم کو جتنا بھی فروغ دیں گے اتنے ہی زیادہ لوگ تعلیم یافتہ ہوں گے لیکن میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا ضرورت اس امر کی نہیں ہے کہ ہم طبقات کو ختم کریں۔ آپ لوگ اپنے ماضی میں جائیں آپ کے والدین، ہمارے والدین، بڑے بڑے لیڈر یہاں گورنمنٹ سکولوں سے پڑھے ہیں، وہ ٹاٹوں پر بیٹھ کر پڑھتے تھے لیکن تعلیم ایسی حاصل کرتے تھے۔

جناب سپیکر! آپ بھی ماشاء اللہ ان میں سے ہیں جو ایسے تعلیم حاصل کرتے تھے اور وہ علم میں ہم سے لاکھ درجے بہتر ہیں۔ آخر کیا وجہ ہے کہ آج گورنمنٹ کے ادارے یا گورنمنٹ کے سکول اتنی بُری حالت میں ہیں کہ آج آپ یا ہم سے کوئی اپنا بچہ وہاں پر داخل کروانے کے لئے راضی نہیں

ہے۔ہم بات کرتے ہیں کہ بجٹ میں تعلیم کے لئے اتنے پیسے رکھ دیئے ہیں،اچھی بات ہے لیکن تعلیم کے لئے ایک تو political will چاہئے دوسرا جب تک ہم تعلیم کا بزنس ختم نہیں کرتے اس وقت تک آپ تعلیم کو فروغ نہیں دے سکتے۔جب تک تعلیم ایک کاروبار کی طرح چلتی رہے گی تو پھر آپ خواہ پائلٹ سکول بنائیں،دانش سکول بنائیں،اپنے political image کو بڑا کرنے کے لئے سکولوں کو کوئی بھی نام دے دیں اس سے فرق نہیں پڑے گا۔خدارا تعلیم کاروبار نہیں ہے،تعلیم مذاق نہیں ہے ہم اپنی آنے والی نسلوں کے ساتھ یہ گھناؤنا مذاق نہ کریں۔ہم یہاں پر point scoring کرتے ہیں،ادھر سے کہتے ہیں کہ ہم نے بہترین کام کیا،ہم کہتے ہیں کہ انہوں نے اچھا کام نہیں کیا لیکن میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس ملک کے لئے کیا کر رہے ہیں؟دانش سکولوں میں کئی ٹیچرز ایسی ہیں جو daily wages پر کام کر رہی ہیں،آپ کو یاد ہوگا کہ آپ کے زمانے میں استاد سے ایک تعلق ہوتا تھا،آپ اس کے پاس اچھا پڑھ رہے ہیں مگر آپ کا رزلٹ اچھا نہیں آیا تو استاد پوچھتا تھا کہ آخر کیا وجہ ہے کہ آپ کا رزلٹ اچھا کیوں نہیں آیا؟آج آپ کا تعلق اپنے استاد سے نہیں بنتا کیونکہ وہ سیاسی flow سے ٹرانسفر ہو جاتے ہیں اور وہاں چلے جاتے ہیں جہاں زیادہ پیسا ملتا ہے۔آج وہ ایک گھنٹے کا پیریڈ لینے کے بعد ٹیوشن پڑھاتا ہے اور ہزاروں روپے کماتا ہے اس لئے میں یہ کہوں گی کہ ہمیں اس سسٹم کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔آپ دیکھیں بنیادی طور پر یہ کسی پارٹی کی جنگ نہیں ہے یہ ہماری آنے والی نسلوں کی جنگ ہے جنہیں ہم نے کل جواب دینا ہے۔آج ہم ان ایوانوں میں بیٹھے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ موقع دیا ہے کہ ہم اپنے ملک کے لئے اور ان بچوں کے لئے کچھ اچھا کر جائیں۔میری اس طرف بیٹھی ہوئی ان بہنوں سے بھی یہ گزارش ہوگی جو مائیں بھی ہیں اور اس نسل کو پیدا کرنے والی بھی ہیں کہ ہم جو یہاں پر بڑے بڑے سکولوں کے دعوے کر رہے ہیں وہ ٹھیک بھی ہیں یا نہیں۔دیہاتوں میں جہاں پر تعلیم کی سب سے زیادہ ضرورت ہے،دیہات میں جتنے جرائم ہوتے ہیں وہ کیوں ہوتے ہیں؟اس لئے ہوتے ہیں کہ وہاں پر جتنے مسائل ہیں وہ تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے ہیں،جاگیردار نہیں چاہتے کہ ایک چھوٹا بچہ کسی کسان کا بچہ،لوہار کا بچہ پڑھ لکھ کر تعلیم میں آپ کے level پر آجائے۔ہمارے ہاں جو ادارے ہیں وہ کئی قسم کے ہیں ایک اگر ایچی سن سکول ہے تو وہاں سے ایک کھیپ نکلتی ہے جو پارلیمنٹیرین ہوتے ہیں اور بڑے عہدیدار ہوتے ہیں۔اسی طرح اگر پرائیویٹ سکولز ہیں تو وہاں سے بچے بیوروکریٹس بن کر نکلتے ہیں،ایک سکول سے کلرک بھی نہیں نکلتا،وہاں سے تو چوکیدار بھی نہیں نکلتا۔میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہم طبقے پیدا کر رہے ہیں،ہم تعلیم سے ایک نسل پیدا نہیں کر رہے ایک قوم پیدا نہیں کر رہے بلکہ طبقات میں بانٹ کر ان

انسٹیٹیوٹ سے بچے نکالتے ہیں۔ان کا اس طرح سے mind make up کرتے ہیں جیسے فیکٹریوں میں روبوٹ کی مشینیں ہوتی ہیں۔ان کا اس طرح سے mindset programme feed کر دیا جاتا ہے۔ایچی سن سے پڑھا ہوا بچہ غریب بچے کے ساتھ بھی نہیں بیٹھتا، چھوٹی گاڑی میں سکول نہیں جاتا کیونکہ اس کا mindset اس طرح سے بنا دیا جاتا ہے۔یکساں تعلیمی نظام ہر بچے کا اوّلین حق ہے۔ ویسے تو ہم بڑے خوش ہوتے ہیں، انگلینڈ، دبئی سے ہو کر آتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ سڑک ایسی بنائی ہے، ہم یہ کیوں نہیں دیکھتے کہ ان کی community کا جو سکول ہے، وہاں پر منسٹر کا بچہ بھی جاتا ہے وہاں پر ایک چوکیدار کا بچہ بھی پڑھتا ہے، وہ سکول سب بچوں کے لئے لازمی ہے اور اس پر یہ بھی لازم ہے کہ اپنے ایریا کے سکول میں ہی جائے۔آخر ہم اس سسٹم کو کیوں نہیں دیکھتے کہ ہم ایک ایسا سسٹم بنائیں اور یہ بجٹ ہم وہاں پر لگائیں جہاں سے ہم وہ نسل پیدا کر سکیں جو اس ملک کو ترقی دے سکے اور روشنی دے سکے۔ سوائے اس کے کہ ہم point scoring کریں اور اپنے بورڈ لگائیں کہ ہم نے اتنے سکول بنائے۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ آخر ان سکولوں سے ہمیں مل کیا رہا ہے، پیدا کیا ہو رہا ہے؟ یہ دہشت گرد۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! اچھی باتیں کر رہی ہیں اور یہ اچھی باتیں آپ سن لیا کریں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! کچھ سکولوں میں تو Valentine Day منائے جا رہے ہیں، Mother's Day اور Father's day منایا جا رہا ہے، آپ منائیں، ضرور منائیں ہم تو وہ لوگ ہیں جو ہر روز ماں کی عزت کرتے ہیں اور ماں کو اہمیت دیتے ہیں، ان بڑے سکولوں کے بچوں سے پوچھیں ان کو تو شب برات، شب معراج کا تو پتا نہیں ہو گا لیکن ان کو Valentine Day کا ضرور پتا ہو گا کہ یہ کس طرح سے مناتے ہیں، پھول دیئے جاتے ہیں۔ میں نے سکولوں کے function attend کئے ہیں جہاں پر میں مہمان خصوصی بھی گئی ہوں، وہاں سکولوں کے نام پر پروگرام کے نام پر انگلینڈ جانے پر بچوں کو نچایا جاتا ہے، ہم اپنے بچوں کو یہ کردار دے رہے ہیں کہ تم نے انڈین گانوں پر ناچنا ہے؟ ہم اقبال کے کسی کلام پر انہیں بتائیں کہ اقبال کے کلام میں کیا پیغام ہے؟ وہاں پر اچھی گیمز ہونی چاہئیں، اچھی گیمز میں involve کریں، صحت مند سرگرمیوں میں involve کریں۔ موجودہ کلچر کو ختم کرنا پڑے گا، آپ ایک ایسا سسٹم بنائیں اپنی نئی نسل کو ایک ایسی کارآمد نسل بنائیں کہ تعلیم کا فروغ بھی ہو اور حقیقی معنوں میں علم بھی حاصل ہو، سوائے اس کے کہ ڈگریاں پیسے کمانے کے لئے حاصل ہوں، اساتذہ کی posting صحیح جگہ پر کرنا ضروری ہے، اس کے علاوہ بجٹ جو ہم مختص کرتے ہیں اس کو check کریں کہ وہ صحیح جگہ پر لگے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ! آپ ان کی باتوں کا جواب دیں جو یہاں پر کی گئی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! جیسا کہ پہلے بھی بتایا جا چکا ہے کہ تعلیم کے لئے 273۔ارب روپے ضلعی اور صوبائی سطح پر اس بجٹ میں رکھے گئے ہیں۔ جن میں سے سکولوں کے لئے 28۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں اور ہائر ایجوکیشن کے لئے 14۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ یہ جو کٹ موشن دی گئی ہے وہ بھی اسی پر دی گئی ہے۔ لازمی اور معیاری تعلیم بلاشبہ تمام بچوں کا بنیادی حق ہے جس کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کا آئین تحفظ بھی فراہم کرتا ہے۔ یہاں پر بہت زیادہ بات missing facilities پر کی گئی ہے اس لئے میں سب سے پہلے اس پر بات کرنا چاہوں گی۔ سکولوں کی missing facilities کے لئے اس بجٹ میں 8۔ارب روپے رکھے گئے ہیں جبکہ جو dangerous buildings ہیں یا شکستہ عمارات ہیں ان کی تعمیر نو کے لئے 2.75 بلین روپے رکھے گئے ہیں اور سکولوں کی اپ گریڈیشن کے لئے 1.08۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ ایلیمنٹری سکولوں کو کمپیوٹر لیب دیئے جائیں گے، اس کے لئے 250 ملین روپے الگ سے رکھے گئے ہیں اور نئے upgraded سکولوں میں آئی ٹی لیب کی فراہمی کے لئے ایک ارب روپیہ رکھا گیا ہے۔ میرے ایک معزز بھائی نے یہ بات بھی یہاں پر discuss کی تھی کہ اس وقت implementation اور proper utilization طور پر نہیں ہو رہی لیکن اس کے لئے میں یہ بتانا چاہوں گی کہ District level پر سکولز کونسلز قائم کی گئی ہیں اور ہر ڈسٹرکٹ میں Grievances Committees کام کر رہی ہیں، جس کو جو شکایت ہوتی ہے وہ ان Grievances Committees کے پاس جاتے ہیں اگر وہاں پر ان کو اس کا کوئی solution نہ ملے تو پھر وہ صوبائی سطح پر Provincial Grievances Committees school level پر کام کر رہی ہیں جو کہ utilization کے حوالے سے جس کو جو بھی کوئی problem ہو اس level پر آ کر ان کو حل کر سکتے ہیں اور اپنا discuss issue کر سکتے ہیں۔ یہاں پر میری ایک بہن نے ایچی سن اور امریکن سکولز کی بات کی ہے، میں یہاں پر دانش سکول کے حوالے سے صرف یہ کہنا چاہوں گی کہ 273۔ارب روپے کے بجٹ میں سے صرف 2۔ارب روپے دانش سکول کے لئے رکھے گئے ہیں۔ دانش سکول میں ایڈمشن کے صرف دو criteria ہیں ایک میرٹ ہے اور دوسرا غریب، یہاں پر وہ بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں جن کے لئے شاید تعلیم حاصل کرنا ایک خواب تھا۔ میں یہاں پر یہ بھی بتانا چاہوں گی کہ ہمارے دانش سکول کی ہی بچیاں تھیں جنہوں نے US

میں سائنس کے پراجیکٹ working of wind tribune with low air pressure میں international prize حاصل کیا تھا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!دانش سکول میں جو بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان میں کوئی بھٹے میں کام کرنے والے کا بیٹا ہے، کسی مزدور کی بچی ہے یا کسی ڈومیسٹک ورکر کے بچے ہیں، ان کا بھی تعلیم پر اتنا ہی حق ہے جتنا آپ کا یا ہمارا ہے۔اگر ہم اپنے بچوں کے لئے ایچی سن سکول یا امریکن سکولز select کرتے ہیں تو ایک غریب کے بچے کو بھی اتنا ہی حق ہے کہ وہ اس level کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرے۔اس کے علاوہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس بجٹ میں لیپ ٹاپس کے لئے 3.5۔ارب روپے رکھے ہیں اور اس دفعہ لیپ ٹاپس کے حوالے سے ایک نیا addition ہے کہ مدرسوں کو بھی لیپ ٹاپس دینے کا plan بنایا ہے تاکہ وہ لوگ۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!یہ بتائیں کہ PC-21015 کا کیا کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ):جناب سپیکر!ان کی کٹوتی کی تحریک کو reject کیا جائے اور ہماری demand کو منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔اب سوال یہ ہے کہ:

"44۔ارب 34 کروڑ 84 لاکھ 69 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ PC-21015 "تعلیم" کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 44۔ارب 34 کروڑ 84 لاکھ 69 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!PEMRA نے ARY ٹیلیوژن بند کیا ہے ہم نے اس سلسلے میں ایک قرارداد جمع کرائی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: ایسا کرتے ہیں کہ آپ اور لاء منسٹر صبح بیٹھ کر اس پر بات کریں گے اس کے بعد اس کا کوئی اچھا طریقہ اپنائیں گے۔ ایسے مناسب نہیں لگے گا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): صبح کس ٹائم؟

جناب سپیکر: صبح 9.00 بجے آپ تشریف لائیں گے۔ اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21018 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21018

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 7۔ارب ایک کروڑ 7 لاکھ 78 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 7۔ارب ایک کروڑ 7 لاکھ 78 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر نمبر PC-21018 میں کٹوتی کی تحریک 47 معزز ممبران اپوزیشن کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔ کٹوتی کی تحریک پیش کریں۔

MRS RAHEELA ANWAR: Mr Speaker! I move:

"That the total of Rs.7,010,778,000/- on account of Demand No. PC-21018 Agriculture be reduced to Rs.1/-"

جناب سپیکر: Rupees تو نہیں ہو گا بلکہ 1 Rupee ہو گا۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"7-ارب 1 کروڑ 7 لاکھ 78 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ PC-21018

"زراعت" کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

MINISTER FOR AGRICULTURE (Dr Farrukh Javed): Mr Speaker! I oppose it.

جناب سپیکر: opposed جی، محترمہ! آپ بات کریں۔ میرے خیال میں آپ ہی بول لیں چونکہ 6.00 بجنے والے ہیں اس کے بعد guillotine apply ہو جائے گی۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! ہر دفعہ جب بجٹ پاس ہوتا ہے تو زراعت کے لئے کافی ساری رقم رکھی جاتی ہے لیکن جب اس بجٹ کو study کیا جاتا ہے تو اس میں hardly اتنی رقم بچتی ہے کہ already جو منصوبے چل رہے ہوتے ہیں ان کو ٹھیک کرنے کے لئے یا ان کی repairs پر جو کام ہونا ہوتا ہے اس کے لئے بھی وہ ناکافی ہوتی ہے۔ جیسا کہ سب کو پتا ہے کہ اس ملک میں ہمارا سارا دار و مدار زراعت پر ہے کیونکہ اگر ہم زراعت کو promote نہیں کریں گے، اگر اس پر spend نہیں کریں گے، اگر اسے آگے لے کر نہیں جائیں گے تو پھر پیداوار کہاں سے ہو گی؟ اگر پیداوار ہو گی تو انڈسٹری چلے گی۔ انڈسٹری کے لئے بہت سی ایسی چیزیں چاہئیں جب تک ایک کسان اپنی پیداوار نہیں دیتا تب تک فیکٹریاں نہیں چلتیں، میں مثال دیتی ہوں کہ جیسے دھاگہ بنتا ہے اگر کاٹن نہیں ہو گی تو دھاگہ کہاں سے بنے گا؟ اس وقت ہماری زراعت کے سیکٹر میں جو حالات ہیں ان کا آپ کو بھی اندازہ ہے، ان کا مجھے بھی اندازہ ہے اور اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہر اس معزز ممبر کو اندازہ ہے جس کا زراعت سے تعلق ہے۔ میرے خیال میں ہمارے ایوان میں زیادہ تر بیٹھنے والے لوگوں کا تعلق زراعت سے ہی ہے۔ سبسڈیز تو دی جاتی ہیں لیکن مجھے کبھی یہ سمجھ نہیں آئی کہ نئی سبسڈیز دے کر پرانی والی کیوں ختم کر دی جاتی ہیں؟ ابھی انہوں نے سبسڈیز دی ہیں لیکن جو ٹیوب ویلز پر سبسڈیز تھیں وہ ختم کر دی ہیں اور بھی کئی چیزوں پر سبسڈیز تھیں وہ بھی ختم کر دیں۔ ابھی یہ کہہ رہے ہیں کہ شمسی توانائی والے ٹیوب ویلز لگائیں گے لیکن کہاں پر؟ انہوں نے پچھلی دفعہ بھی بولا تھا کہ شمسی توانائی کے ٹیوب ویلز لگیں گے لیکن ہم نے تو نہیں دیکھا کہ شمسی توانائی کا ایک ٹیوب ویل بھی لگا ہو۔ یہ بغیر پڑھے، بغیر دیکھے اور بغیر سوچے کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے اتنا بجٹ بنایا اور ہم نے یہ بجٹ یہاں یہاں spend کرنا ہے۔ اگر ان کی priorities پتا ہوں، اگر انہیں یہ پتا ہو کہ کسان کی کیا priorities ہیں تو شاید بجٹ بھی اسی حساب سے بنے اور ہمیں اتنا زیادہ بجٹ دیا جائے کہ ہمارے problems solve ہو سکیں لیکن میرا نہیں خیال کہ یہ حکومت ہمارے مسائل solve کرنا

چاہتی ہے۔ان کا سارا زور صرف انڈسٹری اور پلوں پر ہے، ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے انڈسٹری ہو گی تو اس ملک کا پہیہ چلے گا۔ چلیں ٹھیک ہے پل بھی چاہیئں، سڑکیں بھی چاہیئں اور ہر چیز چاہئے لیکن مجھے کبھی یہ سمجھ نہیں آئی کہ اگر آپ ایک agriculturist کو پیس کر رکھ دیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! ٹائم ختم ہوا۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! پلیز مجھے دو منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔ ٹائم ختم ہو گیا ہے اور میں نے ابھی ادھر سے بھی جواب لینا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! مجھے تو ویسے ہی نہیں بولنے دیا جاتا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں، ایسے نہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! مجھے ایک منٹ ہی دے دیں۔

جناب سپیکر: چلیں! ایک منٹ بات کر لیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ میں ہر دفعہ point out کرتی ہوں کیونکہ میرا اس شعبہ سے direct تعلق ہے اور مجھے سارے مسائل کا علم ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے seeds پر subsidy دی ہے۔اس وقت بیج اور کھاد کی قیمتیں بہت زیادہ ہو چکی ہیں تو یہ اس پر کتنی subsidy دے دیں گے؟ اس سے بہتر تھا کہ جن حالات میں ہم پہلے تھے اُنہی میں گزارہ کرتے اور یہ بجٹ ہی نہ دیتے۔ میرا علاقہ بارانی ہے اور میں ہمیشہ زور دیتی ہوں کہ اس علاقے کی طرف توجہ دی جائے۔ ہم لوگ اس وقت پس کر رہ گئے ہیں۔ میں نے اس ایوان میں درخواست کی تھی کہ ہمارے علاقے میں جن لوگوں کی فصلیں تباہ ہو گئی ہیں ان کی مالی امداد کی جائے لیکن آج تک کچھ نہیں کیا گیا۔اب بجٹ announce ہونے کے بعد بھی کچھ نہیں ہو گا تو ہم ان سے کیا امید رکھیں؟ اس سے بہتر تھا کہ بجٹ announce ہی نہ ہوتا۔آپ وہ وعدے کریں جن پر پورا اتر سکیں۔ اگر یہ اپنے کئے ہوئے وعدے پورے نہیں کر سکتے تو پھر کاغذی کارروائی نہ کیا کریں۔انہوں نے گندم اور نہ ہی دوسری اجناس کی قیمتیں بڑھائی ہیں۔ یہ ہمیں کون سی subsidy دے رہے ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! بہت مہربانی۔اب تشریف رکھیں۔ جی، منسٹر صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: No point of order. اس وقت نہیں۔آپ تشریف رکھیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنی بہن محترمہ راحیلہ انور کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ زراعت ہماری معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے، زراعت پاکستان کا ایک اہم شعبہ ہے اور اس کی وجہ سے سارے ملک کی صنعتیں چلتی ہیں۔اس شعبے کے لئے جتنے زیادہ پیسے مختص کئے جائیں وہ کم ہیں۔ محترمہ راحیلہ انور صاحبہ نے اپنی تقریر میں بار بار subsidy ختم کرنے کا ذکر کیا ہے۔ شاید محترمہ کے علم میں نہیں کہ پہلی مرتبہ حکومت پنجاب نے صوبائی بجٹ میں 5۔ارب روپے فاسفیٹ کھاد کی قیمت پر subsidy دینے کے لئے رکھے ہیں اور اتنی ہی رقم وفاقی حکومت سے commit کروائی گئی ہے۔اس طرح صوبہ پنجاب میں فاسفیٹ کھاد کی قیمت پر subsidy دینے کی خاطر 10۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔اس کے علاوہ ہم laser-leveller پر 2 لاکھ 25 ہزار روپے فی یونٹ subsidy دے رہے ہیں۔اس سال ہم بائیو گیس پر بیس ہزار ٹیوب ویل لگانے جا رہے ہیں۔اس کا باقاعدہ design بن چکا ہے، consultants آ گئے ہیں، لوگوں کی ٹریننگ ہو گئی ہے اور انشاءاللہ جلد بائیو گیس کے ٹیوب ویل شروع ہونے والے ہیں۔اس کے علاوہ ہم drip irrigation پر subsidy دے رہے ہیں۔ میں یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے بالکل کسی چیز پر بھی subsidy ختم نہیں کی ہے۔

جناب سپیکر! میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ اگر ہم ایک بلین کپاس کی گانٹھیں زیادہ پیدا کر لیں تو ملکی economy میں 100 بلین روپے کا اضافہ ہوتا ہے یعنی زراعت کی input and output کا اتنا difference اور proportion ہے لہذا ان ساری باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے میری یہ گزارش ہے کہ کٹوتی کی اس تحریک کو مسترد کیا جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"7۔ارب، ایک کروڑ، 7 لاکھ، 78 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر PC-21018 "زراعت" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 7۔ارب، ایک کروڑ، 7 لاکھ، 78 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے

والے مالی سال 2014-15 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: اب باقی ماندہ تمام مطالباتِ زر پر guillotine apply کی جاتی ہے۔ باقی ماندہ تمام مطالبات زر پر قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ (4)144 کے تحت guillotine کے اطلاق کے ذریعے کارروائی شروع کرتے ہیں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21001

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 70 لاکھ، 85 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 2014-15 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "افیون" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21002

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 3۔ ارب، 93 کروڑ، 46 لاکھ، 21 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 2014-15 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21003

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 7 کروڑ 11 لاکھ 2 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 2014-15 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21004

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 46 کروڑ، 68 لاکھ، 30 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 2014-15 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اسٹامپ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21005

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 2۔ارب، 23 کروڑ، 89 لاکھ، 56 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 2014-15 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21006

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 6کروڑ،44لاکھ،26ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زرنمبر PC-21007

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو11کروڑ50لاکھ 34 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے قانون موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زرنمبر PC-21008

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو31 کروڑ63لاکھ 15 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "دیگر ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21009

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو15۔ارب23کروڑ39لاکھ30ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"آبپاشی و بحالی اراضی"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21010

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو22۔ارب67کروڑ17لاکھ51ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"انتظام عمومی"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21011

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو8۔ارب86کروڑ49لاکھ45ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"نظام عدل"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21012

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو7۔ ارب36کروڑ29لاکھ16ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"اخراجات برائے جیل خانہ جات و سزایافتگان کی بستیاں"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21014

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو11کروڑ51لاکھ52 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"عجائب خانہ جات"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21017

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو10۔ارب35کروڑ48لاکھ90ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21019

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو52کروڑ16 لاکھ36ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21020

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو3۔ارب69 کروڑ23 لاکھ71ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21021

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو17کروڑ5لاکھ84ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "امداد باہمی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21022

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 6۔ ارب 81 کروڑ 61 لاکھ 48 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21023

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 2۔ ارب 43 کروڑ 58 لاکھ 80 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21024

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 3۔ ارب 76 کروڑ 8 لاکھ 36 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21025

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو6۔ارب51کروڑ13لاکھ83ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"مواصلات"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21026

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو32کروڑ39لاکھ98ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد محکمہ "ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21027

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو38کروڑ74لاکھ18ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ریلیف"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21028

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جوایک کھرب 4۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال 2014-15کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"پنشن"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21029

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو19کروڑ90 لاکھ24ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال2014-15کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21030

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو22۔ارب78کروڑ50لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال2014-15کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سبسڈیز"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21031

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 2 کھرب، 70۔ ارب 36 کروڑ 96 لاکھ 89 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21032

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 5 کروڑ 92 لاکھ 20 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-13033

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک کھرب 29۔ ارب 83 کروڑ 22 لاکھ 58 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-13034

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو3 کروڑ68لاکھ28ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 2014-15کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"میڈیکل سٹورز اور کوئلے کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-13035

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جوایک کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال2014-15 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-13050

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو14۔ارب96 کروڑ8لاکھ32 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال2014-15کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سرمایہ کاری"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-22036

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو2 کھرب16۔ارب59 کروڑ58 لاکھ 41ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12037

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 47۔ارب 97 کروڑ 51لاکھ88ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12038

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو19 کروڑ5لاکھ 51ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12040

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 50 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ٹاؤن ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12041

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 31۔ارب 71 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شاہرات وپل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12042

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 48۔ارب 2 کروڑ 84 لاکھ 20 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال 15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12043

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو13۔ارب54 کروڑ64 لاکھ 44ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال15-2014 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز/ خود مختار ادارہ جات"وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: ایک اچھی خبر ہے جو منسٹر صاحب کی طرف سے آئی ہے جس کا میں ذکر کرتا ہوں کہ کل صبح آٹھ بجے وزیر خزانہ نے تمام حضرات کو، یہ صرف گورنمنٹ کے لئے نہیں بلکہ تمام حضرات کو ناشتے پر مدعو کیا ہے لہذا میری آپ تمام ممبران سے گزارش ہوگی کہ ضرور تشریف لائیں۔اب اجلاس بروز منگل مورخہ24۔جون2014 صبح9:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔